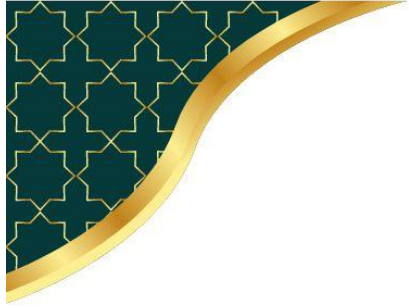




الأعوان

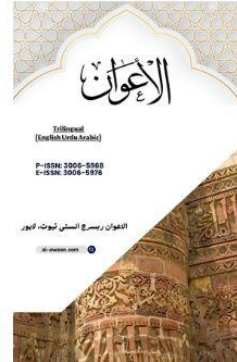


Al-Awan (Research Journal)
e-ISSN:3006-5976 p-ISSN:3006-5968

Volume.02 Issue.01 Jan-Mar (2024)

Published by: Al-Awan Islamic Research Center

URL:al-awan.com.pk



	اسلامی قانون کے ارتقاء کو سمجھنا: کلاسیکی سے معاصر تک Understanding the Evolution of Islamic Law: From Classical to Contemporary
Author (s)	Dr. Hassan Ali ¹ Mustafa Hassan ²
Affiliation (s)	¹ Faculty of Islamic Studies, International Islamic University Islamabad ² University of Jordan, Jordan
Article History:	Received: Jan. 10. 2024 Reviewed: Jan. 17. 2024 Accepted: Feb. 19. 2024 Available Online: Mar. 20. 2024
Copyright:	© The Author (s)
Conflict of Interest:	Author (s) declared no conflict of interest
Homepage:	https://al-awan.com.pk/index.php/Journal
Article Link:	https://al-awan.com.pk/index.php/Journal/article/view/38

اسلامی قانون کے ارتقاء کو سمجھنا: کلاسیکی سے معاصر تک

Understanding the Evolution of Islamic Law: From Classical to Contemporary

Dr. Hassan Ali¹, Mustafa Hassan²

¹Faculty of Islamic Studies, International Islamic University Islamabad

²University of Jordan, Jordan

Abstract

This article explores the evolution of Islamic law from its inception in the 7th century to its contemporary interpretations and applications. It begins by outlining the origins of Islamic jurisprudence, grounded in the Quran and the Hadith, and the formation of the classical legal schools (Madhahib). The study then transitions into the dynamics of Islamic law's expansion, adaptation, and integration into diverse socio-political landscapes through the centuries. By examining key historical milestones, such as the Ottoman Empire's codification efforts and the impact of colonialism, the paper highlights the transformative processes that have shaped Islamic legal thought and practice. The latter part of the article focuses on contemporary challenges and reforms within Islamic law, including issues related to gender, human rights, and the influence of international law. Through this comprehensive analysis, the article aims to provide a nuanced understanding of the complexities and continuity within Islamic legal traditions, offering insights into its future trajectory in a globalized context.

Keywords: Islamic Law, Sharia, Jurisprudence, Madhahib, Quran, Hadith, Ottoman Empire, Colonialism, Gender Rights, Human Rights, International Law.

تعارف

اسلامی قانون یا شریعت کا ارتقاء، ساتویں صدی میں اس کی ابتدائی تشکیل سے لے کر آج تک، اس کی موافقت اور لچک کا ثبوت ہے۔ اسلامی قانون مذہبی، دیوانی، فوجداری اور باہمی اخلاقی ضابطوں کی ایک وسیع رینج پر محیط ہے، جس کی جڑیں قرآن اور حدیث میں گہری ہیں۔ اس مضمون کا مقصد اسلامی فقہ کی تاریخی ترقی کا سراغ لگانا، اس کی کلاسیکی بنیادوں کو سمجھنا، صدیوں میں اس کی وسعت اور موافقت کو تلاش کرنا، اور عصری چیلنجوں اور اصلاحی رجحانات کا جائزہ لینا ہے۔ مذہبی اصولوں اور سماجی و سیاسی سیاق و سباق کے درمیان تعامل کو الگ کرتے ہوئے، یہ مطالعہ اسلامی قانون کی متحرک نوعیت اور جدید دنیا میں اس کی مطابقت کو روشن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔¹

اسلامی قانون کے ماخذ اور ماخذ: قرآن و حدیث۔

اسلامی قانون کے ماخذ اور ماخذ، جسے شریعت بھی کہا جاتا ہے، قرآن اور حدیث میں گہرائی سے جڑے ہوئے ہیں، جو اسلامی فقہ کی بنیاد بناتے ہیں۔ قرآن، جسے مسلمانوں نے پیغمبر محمد پر نازل کردہ خدا کا لفظی لفظ سمجھا ہے، اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس میں اخلاقی اصول، قانونی احکامات، اور ذاتی طرز عمل اور سماجی تنظیم کے لیے

Hallaq, Wael B. "اسلامی قانون کی ابتدا اور ارتقاء"۔ اسلامی قانون کے ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی سے معاصر تک، 1-15۔

رہنمائی شامل ہے۔ ایک الٰہی وحی کے طور پر، قرآن کو ناقابل تغیر اور ناقابل تغیر سمجھا جاتا ہے، جو نسل در نسل مسلمانوں کے لیے لازوال رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کی آیات میں البیات، اخلاقیات، نظم و نسق اور قانونی نسخوں سمیت بہت سے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے، جس کی بنیاد اسلامی قانونی اسکالرز قانونی احکام اخذ کرتے ہیں۔

قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث اسلامی قانون کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ حدیث سے مراد پیغمبر اسلام کے ریکارڈ شدہ اقوال، افعال اور خاموش منظوری ہے، جنہیں ابتدائی مسلمان علماء نے جمع کیا اور اس کی تصدیق کی ہے۔ یہ رپورٹیں قرآنی اصولوں کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفہیم اور ان کے اطلاق کے بارے میں بصیرت پیش کرتی ہیں، اور مختلف امور پر سیاق و سباق کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں جن کا قرآن میں واضح طور پر ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ حدیث کی توثیق کی سائنس ان رپورٹوں کی معتبریت کو یقینی بناتی ہے، جو مستند (صحیح)، صحیح (حسن)، ضعیف (ضعیف) اور من گھڑت (موضوع) روایات میں فرق کرتی ہے۔ حدیث کے ذریعے، علماء مختلف سیاق و سباق میں قرآنی تعلیمات کے عملی نفاذ کو واضح کرتے ہوئے، قانونی احکام، اخلاقی اصولوں، اور طریقہ کار کے رہنما خطوط کو بیان کرتے ہیں۔²

اسلامی قانون میں قرآن اور حدیث کے درمیان تعلق علامتی ہے، حدیث ایک تکمیلی ماخذ کے طور پر کام کرتی ہے جو قرآنی احکام کی وضاحت اور سیاق و سباق کو بیان کرتی ہے۔ جبکہ قرآن عظیم اصول اور بنیادی قوانین فراہم کرتا ہے، حدیث تفصیلی وضاحتیں، وضاحتیں، اور نبی کے قول و فعل سے اخذ کردہ نظریں پیش کرتی ہے۔ اسلامی قانونی اسکالرز ان بنیادی ماخذوں سے قانونی احکام اخذ کرنے کے لیے تشریح (اجتہاد) کے ایک پیچیدہ عمل میں مشغول ہیں، قیاس (قیاس)، اجماع (اجماع)، اور فقہی ترجیح (استحسان) جیسے طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے قرآن اور حدیث کے درمیان یہ متحرک تعامل، اصول فقہ (اصول الفقہ) سے رہنمائی کرتا ہے، اپنے بنیادی ماخذ سے وفاداری کو برقرار رکھتے ہوئے بدلتے ہوئے معاشرتی حالات میں اسلامی قانون کی موافقت اور مطابقت کو یقینی بناتا ہے۔

قرآن اور حدیث اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ ہیں، جو مسلمانوں کو اخلاقی، قانونی اور سماجی پیچیدگیوں سے نکلنے کے لیے الٰہی رہنمائی اور نبوی روایات فراہم کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن ناقابل تغیر اصول اور زبردست رہنمائی پیش کرتا ہے، حدیث اس کی تکمیل سیاق و سباق کی وضاحت اور نبی محمد کی زندگی سے حاصل کردہ عملی اطلاقات کے ساتھ کرتی ہے۔ یہ ذرائع ایک ساتھ مل کر اسلامی فقہ کی بنیاد بناتے ہیں، جو مسلمانوں کی ایمان، عبادت، اخلاقیات، اور نظم و نسق کے معاملات میں رہنمائی کرتے ہیں، اور اسلامی قانونی روایت کی تشکیل میں الٰہی وحی اور انسانی تشریح کے درمیان متحرک عمل کی عکاسی کرتے ہیں۔³

چار سنی مکاتب فکر اور شیعہ نقطہ نظر کی تشکیل اور خصوصیات۔

چار سنی مکاتب فکر، یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مکاتب فکر کی تشکیل اور خصوصیات اسلامی فقہ میں ایک اہم ترقی کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ہر مکتبہ ایک مخصوص تاریخی اور جغرافیائی تناظر میں ابھرا، جو اسلامی قانونی اصولوں کی تشریح اور ان کا اطلاق کرنے میں متنوع طریقہ کار کی عکاسی کرتا ہے۔ حنفی مکتب، جس کی بنیاد امام ابوحنیفہ (699-767 عیسوی) نے رکھی تھی، اس کی ابتدا کوفہ (موجودہ عراق) میں ہوئی اور اس نے قانونی کثرت میں عقلیت اور استدلال پر زور دیا۔ اپنی پلک اور تشبیہاتی استدلال (قیاس) پر انحصار کے لیے جانا جاتا ہے، حنفی مکتب نے عباسی حکمرانی کے تحت علاقوں میں اہمیت حاصل کی اور وسطی ایشیا، برصغیر پاک و ہند اور مشرق وسطیٰ کے کچھ حصوں میں کافی اثر و رسوخ استعمال کیا۔

مالکی مکتب، جسے امام مالک ابن انس (711-795 عیسوی) نے قائم کیا تھا، مدینہ (موجودہ سعودی عرب) میں قائم کیا گیا تھا اور اس کی خصوصیت اہل مدینہ (اہل المدینہ) کے طریقوں پر عمل پیرا ہے۔ ابتدائی مسلم کمیونٹی کی روایات مقامی رسوم و رواج پر اس اسکول کے زور نے شمالی افریقہ، خاص طور پر ابتدائی اسلامی فتوحات سے متاثر علاقوں میں اسے وسیع پیمانے پر اپنانے میں سہولت فراہم کی۔ شافعی مکتب، جس کی بنیاد امام شافعی (767-820 عیسوی) نے رکھی تھی، عراق اور مصر دونوں میں ابھری اور قانونی استدلال کے

²براؤن، جوناٹھنا سی "قانونیہرمینیتکس: اسلامیقانونکی تشریح۔" اسلامیقانونک ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصر تک، 35-16۔ ۱۹۸۵
³النعیم، عبداللہ یا احمد۔ "اسلامیقانون اور انسانی حقوق: ایک تنقیدی تناظر۔" اسلامیقانونک ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصر تک، 54-36۔ ۱۹۸۰

لیے اس کے منظم انداز، قرآن، حدیث، اجماع (اجماع) کو ترجیح دینے سے ممتاز ہے۔ مشابہ استدلال (قیاس)۔ شافعی مکتب کی طریقہ کار کی

سختی اور متنی شواہد پر زور نے جنوب مشرقی ایشیا، مشرقی افریقہ اور جزیرہ نما عرب کے کچھ حصوں میں اس کے اثر و رسوخ میں اہم کردار ادا کیا۔⁴

حنبلی مکتب، جس کی بنیاد امام احمد بن حنبل (780-855 عیسوی) نے رکھی تھی، اس کی ابتدا بغداد (عراق) میں ہوئی تھی اور متنی ماخذ بالخصوص قرآن و حدیث پر سختی سے عمل کرنے کے لیے مشہور ہے۔ قیاس پر مبنی استدلال (راعی) کو مسترد کرتے ہوئے، حنبلی مکتب قانونی نصوص کی لغوی تشریح کو ترجیح دیتا ہے، جو اسے اپنی قدامت پسندی اور روایت پسندی کے لیے مشہور کرتا ہے۔ جبکہ دیگر سنی مکاتب فکر کے مقابلے میں تاریخی طور پر کم وسیع، حنبلی مکتب نے جزیرہ نما عرب جیسے خطوں میں اہمیت حاصل کی اور دنیا بھر میں قدامت پسندی کیونکر کے اندر قانونی سوچ کو متاثر کیا۔ سنی مکاتب فکر کے برعکس، اسلامی قانون کے بارے میں شیعہ نقطہ نظر، جس کی زیادہ تر نمائندگی جعفری مکتبہ کے ذریعہ کی جاتی ہے، کی جڑیں پیغمبر اسلام کے چچا زاد بھائی اور داماد علی ابن ابی طالب سے تعلق رکھنے والے ائمہ کی تعلیمات میں پیوست ہیں۔ جعفری مکتب، جس کا نام امام جعفر الصادق (702-765 عیسوی) کے نام پر رکھا گیا ہے، قانونی علم کی تشریح اور منتقلی میں ائمہ کے اختیار پر زور دیتا ہے، عقل (عقل) اور اجتہاد کے اصول پر زیادہ زور دیتا ہے۔ آزاد قانونی استدلال اس کے نظریاتی فریم ورک کے اندر۔ اسلامی قانون کے بارے میں شیعہ نقطہ نظر میں بھی منفرد قانونی تصورات اور طرز عمل شامل ہیں، جو کہ وسیع تر اسلامی روایت کے اندر مذہبی اختلافات اور تاریخی چالوں کی عکاسی کرتے ہیں۔⁵

فقہ میں اجماع (اجماع) اور تشبیہ (قیاس) کا کردار۔

اسلامی فقہ میں، اجماع (اجماع) اور تشبیہ (قیاس) کا کردار سب سے اہم ہے، کیونکہ یہ قانونی تشریح اور اسلامی قانون (شریعت) کی ترقی کے لیے کلیدی طریقہ کار کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اجماع سے مراد مسلم کمیونٹی کے اندر کسی خاص قانونی مسئلہ پر اہل علما کا اجتماعی معاہدہ یا اتفاق ہے۔ اس اتفاق رائے کو پابند اور مستند سمجھا جاتا ہے، جو نسل در نسل علماء کی متفقہ تفہیم کی عکاسی کرتا ہے۔ اجماع کی جڑیں کمیونٹی کی اجتماعی حکمت کے اصول پر ہیں اور اکثر قانونی معاملات کو حل کرنے کے لیے کہا جاتا ہے جہاں قرآن یا حدیث میں کوئی واضح رہنمائی موجود نہیں ہے۔⁶

اسی طرح، مشابہت (قیاس) اسلامی فقہ میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے قانونی احکام کو معلوم مقدمات سے لے کر نئی صورت حال تک پھیلا کر جن کا اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ میں واضح طور پر ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ قیاس میں موجودہ قوانین کے بنیادی اصولوں (اللہ) کی بنیاد پر عصری مسائل کے لیے احکام اخذ کرنے کے لیے قانونی استدلال کا اطلاق شامل ہے۔ موجودہ قانونی نظیروں اور نئے مقدمات کے درمیان مماثلتیں کھینچ کر، فقہا ایسے فیصلوں کو نکال سکتے ہیں جو اسلامی قانون کی روح اور مقاصد سے ہم آہنگ ہوں۔ قیاس قانونی تشریح میں پلک اور موافقت کی اجازت دیتا ہے، اسلامی قانون کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے بنیادی اصولوں پر وفادار رہتے ہوئے ابھرتی ہوئی معاشرتی حقیقتوں کو حل کر سکے۔

اجماع اور قیاس دونوں کو قرآن اور حدیث کے ساتھ اسلامی قانون کے ثانوی ماخذ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ جبکہ قرآن اور حدیث بہت سے قانونی معاملات پر براہ راست رہنمائی فراہم کرتے ہیں، اجماع اور قیاس نئے مسائل کو حل کرنے یا بنیادی ماخذ میں ابہام کو واضح کرنے کے لیے ناگزیر اوزار کے طور پر کام کرتے ہیں۔ تاہم، اجماع اور قیاس کے اطلاق کے لیے اسلامی قانونی نظریہ (اصول الفقہ) میں مہارت اور متنی ماخذ کی گہری تفہیم کی ضرورت ہوتی ہے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ تشریحات شریعت کے بنیادی مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ رہیں۔ اس طرح، فقہ میں اجماع اور مشابہت کا کردار اسلامی قانون کی متحرک نوعیت کے لیے لازم و ملزوم ہے، جو وقت اور جگہ کے متنوع سیاق و سباق میں اس کی مطابقت اور اطلاق کو آسان بناتا ہے۔

⁴ رمضان، طارق۔ "اسلامی اخلاق یا تاور شریعت: عصری چیلنجز۔" اسلامی قانون کی ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصر تک، 55-73۔
⁵ میرحسینی، زبیا۔ "صنفاور اسلامیقانون: عصریتفہیمکیطرف۔" اسلامی قانون کی ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصر تک، 74-93۔
⁶ کمالی، محمد باشم۔ "مقصد الشریعہ: اسلامی قانون کی تشکیلی میناسکا کردار۔" اسلامی قانون کی ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصر تک، 94-112۔

اسلامی قانون کا جزیرہ نما عرب سے باہر پھیلنا۔

اسلامی قانون کا جزیرہ نما عرب سے باہر پھیلنا اسلام کی توسیع اور ثقافتی اثرات کی تاریخ میں ایک اہم باب ہے۔ جزیرہ نما عرب میں اپنی ابتدا سے، اسلامی قانون، جسے شریعت کے نام سے جانا جاتا ہے، نے بتدریج فتح، تجارت، اور اسلامی تعلیمات کے پھیلاؤ کے ذریعے وسیع علاقوں تک اپنی رسائی کو بڑھایا۔ اس پھیلاؤ میں ایک اہم عنصر 7 ویں صدی میں پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد اسلامی خلافت کا تیزی سے پھیلنا تھا۔ فوجی مہمات اور سفارتی اتحاد کے ذریعے، اسلامی حکمرانوں نے مغرب میں جزیرہ نما آئبیرین سے لے کر مشرق میں برصغیر پاک و ہند تک پھیلے ہوئے خطوں پر اپنا اختیار قائم کیا، عقیدے کے ساتھ ساتھ اسلامی قانونی اصولوں اور طریقوں کو بھی پھیلا دیا۔

جیسے جیسے اسلامی علاقوں میں توسیع ہوتی گئی، شرعی قانون کا نفاذ مقامی رسم و رواج، موجودہ قانونی نظام، اور مقامی علماء اور حکمرانوں کے ذریعہ اسلامی فقہ کی تشریح کے مطابق مختلف ہوتا گیا۔ جب کہ شریعت کے بنیادی اصول مستقل رہے، علاقائی موافقت اور پہلے سے موجود قانونی روایات کے ساتھ ہم آہنگی کے نتیجے میں مختلف ثقافتی حوالوں سے اسلامی قانون کے متنوع مظاہر ہوئے۔ مثال کے طور پر، فارس اور بازنطینی جیسی دیرینہ قانونی روایات والے خطوں میں، اسلامی قانون نے رومن، فارسی، اور یہودی فقہ کے عناصر کو مربوط کیا، اور قانونی منظر نامے کو ایک باہر ڈائریکٹ قانونی فریم ورک کے ساتھ تقویت بخشی۔

اسلامی قانون کے پھیلاؤ نے ثقافتی تبادلے اور تمام خطوں میں علم کی ترسیل کو آسان بنایا۔ بغداد، قرطبہ اور قاہرہ جیسے اسلامی تعلیمی مراکز فکری سرگرمیوں کے مرکز کے طور پر پروان چڑھے جہاں متنوع پس منظر سے تعلق رکھنے والے اسکالرز قانون، الہیات، فلسفہ اور سائنس سمیت مختلف شعبوں میں مطالعہ کرنے اور تعاون کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے۔ خیالات کے اس تبادلے نے نہ صرف اسلامی فقہ کو تقویت بخشی بلکہ پڑوسی معاشروں میں قانونی اور فکری پیش رفت کو بھی متاثر کیا، جس سے اسلامی حکمرانی کے تحت اور اس سے آگے کے علاقوں کے قانونی نظاموں پر دیرپا نقوش چھوڑے گئے۔⁷

جزیرہ نما عرب سے باہر اسلامی قانون کا پھیلاؤ ایک کثیر جہتی تاریخی رجحان کی نمائندگی کرتا ہے جس کی خصوصیت فتح، موافقت اور ثقافتی تبادلے سے ہوتی ہے۔ جیسے جیسے اسلامی علاقوں میں توسیع ہوئی، شرعی قانون مقامی سیاق و سباق کے جواب میں تیار ہوا، موجودہ قانونی روایات کے ساتھ گھل مل گیا اور متنوع خطوں کے قانونی نظام کو تشکیل دیا۔ اسلامی قانونی اصولوں کے پھیلاؤ نے نہ صرف حکمرانی اور نظم و نسق میں سہولت فراہم کی بلکہ فکری اور ثقافتی فروغ کو بھی فروغ دیا، جس سے قانونی روایات کی بھرپور میسرپی میں حصہ لیا گیا جو آج بھی پوری دنیا کے معاشروں پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔

قانونی ترقی پر اموی اور عباسی خلافت کا اثر

اموی اور عباسی خلافت نے اسلامی قانون کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور اس کی رفتار پر دیرپا نقوش چھوڑے۔ اموی خاندان، جس نے صحیح رہنمائی والے خلفاء کے دور میں کامیابی حاصل کی، نے متنوع ثقافتوں اور معاشروں کو سمیٹتے ہوئے، وسیع خطوں میں اسلام کی رسائی کو وسعت دی۔ اس توسیع نے اتنی وسیع سلطنت پر حکمرانی کی پیچیدگیوں کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے اسلامی قانونی اصولوں کو اپنانے کی ضرورت پیش کی۔ اموی حکمرانی کے تحت، اسلامی فقہ اپنے ابتدائی مراحل سے آگے بڑھنا شروع ہوئی، قانونی اسکالرز نے حکمرانی، ٹیکس لگانے اور سماجی نظم کے مسائل سے دوچار ہونا شروع کیا۔ اموی خلفاء نے، اسلامی قانون کی بالادستی کو برقرار رکھتے ہوئے، قبل از اسلام رواجی قانون (urf) اور انتظامی طریقوں کے عناصر کو بھی قانونی ڈھانچے میں ضم کیا، جس سے ابتدائی اسلامی دور کی قدیم قانونی روایت سے ایک اہم رخصتی ہوئی۔⁸

عباسی خلافت، جو 750 عیسوی میں امویوں کے بعد آئی، نے اسلامی دنیا میں فکری اور ثقافتی فروغ کے دور کو نشان زد کیا۔ عباسی حکمرانی کے تحت، اسلامی قانونی اسکالرشپ نے نشاۃ ثانیہ کا تجربہ کیا، بغداد قانونی گفتگو اور اختراعات کے مرکز کے طور پر ابھرا۔ عباسی دور میں قانونی عقائد کے استحکام اور ضابطہ بندی کے ساتھ ساتھ انصاف کے انتظام کے لیے قانونی اداروں کے قیام کا مشاہدہ کیا گیا۔ قانونی اسکالرز، جیسے کہ الشافعی اور ابو حنیفہ، نے اسلامی فقہ کو منظم کرنے میں کردار ادا کیا، کلاسیکی قانونی مکاتب (مذہب) کی بنیاد رکھی جو کہ بعد

Musallam, Basim F. "7 اسلامی قانونی نیفکری کی ترقی: ایک تاریخی جائزہ۔" اسلامی قانون کی ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصریت، 113-131۔ ۱۹۹۷۔
Esposito, John L. "8 اسلامی اور جدیدیت: چینل جزا اور مواقع۔" اسلامی قانون کی ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصریت، 132-150۔ ۱۹۹۹۔

کی صدیوں میں قانونی فکر پر غلبہ حاصل کریں گے۔ مزید برآں، عباسی خلفاء نے اپنی انتظامی کارکردگی اور انصاف کے حصول میں، قانونی اسکالرز اور فقہاء کی سرپرستی کی، انہیں یہ اختیار دیا کہ وہ بدلتی ہوئی معاشرتی ضروریات اور حالات کے مطابق اسلامی قانون کی تشریح اور اطلاق کریں۔ اموی اور عباسی خلافت نے نہ صرف اپنے اپنے دائرہ کار میں اسلامی قانون کی ترقی کو متاثر کیا بلکہ پوری اسلامی دنیا میں قانونی نظریات اور طریقوں کے تبادلے میں بھی سہولت فراہم کی۔ قانونی علم کی ترسیل علماء، مسافروں اور منتظمین کے نیٹ ورک کے ذریعے ہوئی، جس نے علاقائی رسوم و رواج کے تنوع کے درمیان قانونی اتحاد کے احساس کو فروغ دیا۔ مزید برآں، خلیفہ عدالتیں قانونی فیصلے کے لیے اہم مراکز کے طور پر کام کرتی تھیں، جہاں تنازعات کو اسلامی قانونی اصولوں کے مطابق حل کیا جاتا تھا، اس طرح اسلامی قانون کے اختیار اور جواز کو تقویت ملتی ہے۔ ان کے طرز حکمرانی اور قانونی انتظامیہ کے طریقوں میں اختلافات کے باوجود، اموی اور عباسی خلفاء دونوں نے اسلامی قانونی اصولوں کے استحکام اور پھیلاؤ میں کردار ادا کیا، اسلامی فقہ میں بعد میں ہونے والی پیش رفت کی بنیاد رکھی۔⁹

سلطنت عثمانیہ کی قانونی اصلاحات اور میجیل کا تعارف۔ سلطنت عثمانیہ کی قانونی اصلاحات نے اس کی تاریخ میں ایک اہم دور کی نشاندہی کی، جس کی خصوصیت بدلتی ہوئی دنیا کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے قانونی نظام کو جدید بنانے کے لیے ایک مشترکہ کوشش سے ہے۔ ان اصلاحات میں، میجیل کا تعارف ایک اہم سنگ میل کے طور پر نمایاں ہے۔ میجیل، جسے باضابطہ طور پر محکمہ الاحکام العدلیہ کے نام سے جانا جاتا ہے، ایک سول کوڈ تھا جسے 1876 میں سلطان عبدالعزیز کے دور میں نافذ کیا گیا تھا۔ اس نے روایتی اسلامی فقہ (فقہ) سے علیحدگی کی نمائندگی کی اور دیوانی معاملات پر حکمرانی کرنے والے قانونی اصولوں کو ہموار کرنے اور ان کو وضع کرنے کی کوشش کی۔ میجیل سے پہلے، عثمانی قانونی نظام اسلامی قانون (شریعت) پر بہت زیادہ انحصار کرتا تھا جیسا کہ مذہبی اسکالرز (علماء) نے تشریح کی ہے۔ جبکہ شریعت نے ذاتی اور خاندانی معاملات کے لیے ایک جامع فریم ورک فراہم کیا ہے، تجارتی اور شہری معاملات میں اس کے اطلاق میں اکثر وضاحت اور مستقل مزاجی کا فقدان ہوتا ہے، جس کی وجہ سے قانونی کارروائیوں میں ناکارہیاں اور غیر یقینی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ زیادہ منظم اور قابل رسائی قانونی ضابطے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے، عثمانی حکام نے ایک اصلاحاتی ایجنڈا شروع کیا جس کا مقصد قانونی اداروں اور طریقہ کار کو جدید بنانا تھا۔

میجیل کو قانونی ماہرین کے ایک کمیشن نے تیار کیا تھا، جو اسلامی فقہ سے اخذ کردہ اصولوں کے ساتھ ساتھ یورپ کے عصری قانونی طریقوں پر مبنی تھا۔ اس نے اسلامی قانونی روایت اور جدید قانونی تصورات کی ایک ترکیب کی نمائندگی کی، جو معاہدوں، جائیداد کے حقوق، ذمہ داریوں اور دیگر سول معاملات کو کنٹرول کرنے والا ایک جامع ضابطہ فراہم کرتا ہے۔ اس کے تعارف نے قانونی تشریح کے لیے مذہبی اسکالرز پر روایتی انحصار سے ایک اہم علیحدگی کی نشاندہی کی، کیونکہ اس نے مذہبی وابستگی سے قطع نظر، تمام شہریوں کے لیے قابل رسائی عقلی اصولوں پر مبنی ایک متحد قانونی نظام قائم کرنے کی کوشش کی۔

میجیل کو اپنا نام سلطنت عثمانیہ کی اپنے اسلامی ورثے کو محفوظ رکھتے ہوئے جدید دنیا کی بدلتی ہوئی حرکیات کے مطابق ڈھالنے کی خواہش کی عکاسی کرتا ہے۔ اپنے قانونی ڈھانچے کو جدید بنا کر، عثمانی حکام کا مقصد حکمرانی کو بڑھانا، تجارت اور تجارت کو آسان بنانا اور سماجی استحکام اور انصاف کو فروغ دینا تھا۔ جبکہ میجیل نے قانونی اصلاحات کی طرف ایک قابل ذکر قدم کی نمائندگی کی، اس کا نفاذ اور اثر سلطنت کے مختلف خطوں میں مختلف تھا، جو عثمانی ڈومیسز کے اندر متنوع سماجی، ثقافتی اور مذہبی مناظر کی عکاسی کرتا ہے۔

اسلامی قانونی نظام پر استعمار کے اثرات۔

استعمار نے پوری دنیا میں اسلامی قانونی نظاموں پر گہرے اور کثیر جہتی اثرات مرتب کیے ہیں۔ نوآبادیاتی حکمرانی کا ایک اہم نتیجہ مغربی قانونی فریم ورک اور اداروں کا ان خطوں میں مسلط کرنا تھا جن کی اکثریت مسلم آبادی تھی۔ یورپی استعماری طاقتوں نے اپنے سیاسی اور انتظامی کنٹرول کے ذریعے مقامی قانونی نظام بشمول اسلامی قانون کو اپنے ضابطوں اور فقہ

⁹ کولسن، نولجے۔ "جدید دنیا میں اسلام کا ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصریت، 151-169-1998

کے ساتھ تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ یہ اکثر قانونی ثقافتوں کے تصادم اور روایتی قانونی اصولوں میں خلل کا باعث بنتا ہے، کیونکہ نوآبادیاتی

حکمرانوں کا مقصد اپنی اتھارٹی کو مستحکم کرنا اور ایسے نظام قائم کرنا تھا جو ان کے مفادات کو پورا کرتے تھے۔¹⁰

نوآبادیات نے مسلم کمیونٹیز میں اپنی قانونی روایات کے حوالے سے احساس کمتری کو جنم دیا۔ مغربی قانونی نظاموں کا نفاذ، جسے اکثر زیادہ جدید اور نفیس سمجھا جاتا ہے، نے کچھ مسلمانوں کو اسلامی قانون کو فرسودہ یا جدید دنیا کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ناکافی سمجھنے پر اکسایا۔ اس تصور نے قانونی نظام کو سیکولر رائز کرنے اور نوآبادیاتی ریاستوں کے وسیع تر قانونی فریم ورک کے اندر اسلامی قانون کو پس ماندہ کرنے کی کوششوں کو مزید ہوا دی۔ نتیجتاً، اسلامی قانونی اسکالر اور اداروں کو نوآبادیاتی تسلط کے سامنے اپنے قانونی ورثے کے تحفظ اور اسے برقرار رکھنے میں اہم چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔¹¹

مزید برآں، نوآبادیاتی طاقتیں اکثر مسلم معاشروں میں تقسیم کا استحصال کرتی ہیں تاکہ وہ اپنے فائدے کے لیے قانونی نظام میں ہیرا پھیری اور ان پر قابو پالیں۔ اسلامی قانون کی بعض تشریحات کے حق میں یا مخصوص مذہبی حکام کی حمایت کرتے ہوئے، نوآبادیاتی انتظامیہ نے مزاحمتی تحریکوں کو تقسیم اور کمزور کرنے کی کوشش کی۔ اسلامی قانونی ڈھانچے کے اس ہیرا پھیری نے نہ صرف نوآبادیاتی مفادات کو پورا کیا بلکہ مسلم کمیونٹیز کے اندر تناؤ کو بھی بڑھایا، جس سے نوآبادیاتی ریاستوں میں سماجی و سیاسی تقسیم کی پائیدار میراث میں مدد ملی۔ مجموعی طور پر، نوآبادیاتی نظام نے اسلامی قانونی نظاموں پر ایک دیرپا نقوش چھوڑے، اپنی شکلوں اور حرکیات کو ان طریقوں سے تبدیل کیا جو عصری قانونی مباحثوں اور طریقوں میں گونجتے رہتے ہیں۔

نوآبادیاتی دور کے بعد کی قانونی اصلاحات اور شریعت کا میثاق۔

مابعد نوآبادیاتی قانونی اصلاحات اور شریعت کا ضابطہ اسلامی قانون کے ارتقاء کے ایک اہم مرحلے کی نمائندگی کرتا ہے، جس کی نشاندہی روایتی قانونی نظاموں کو جدید قومی ریاستوں کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوششوں سے ہوتی ہے۔ نوآبادیاتی حکمرانی کے نتیجے میں، بہت سے مسلم اکثریتی ممالک نے اپنے قانونی فریم ورک میں غیر ملکی مداخلت کی میراث سے جکڑ لیا، جس کی وجہ سے اکثر روایتی قانونی اداروں کے خاتمے اور یورپی قانونی ماڈلز کو نافذ کرنا پڑا۔ اس دور میں قومی شناخت اور قانونی حیثیت کے ایک ذریعہ کے طور پر اسلامی قانون میں دلچسپی کی بحالی کا مشاہدہ کیا گیا، جس نے مختلف ریاستوں کو شرعی اصولوں کو جدید قانونی ضابطوں میں وضع کرنے کی کوششیں شروع کرنے پر آمادہ کیا۔

مختلف مسلم اکثریتی اقوام میں شریعت کا ضابطہ سازی کافی مختلف ہے، جو متنوع تاریخی، ثقافتی اور سیاسی سیاق و سباق کی عکاسی کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، مصر اور ترکی جیسے ممالک میں، بالترتیب محمد علی پاشا اور مصطفیٰ کمال اتاترک جیسے رہنماؤں کے تحت قانونی اصلاحات کا مقصد یورپی ماڈلز سے متاثر سیکولر قانونی ضابطوں کے ساتھ روایتی اسلامی قانون کی جگہ لے کر قانونی نظام کو جدید بنانا تھا۔ یہ اصلاحات، جنہیں اکثر سیکولر رائزیشن یا لیبرل رائزیشن پر ویکسٹس کہا جاتا ہے، نے شرعی عدالتوں کے دائرہ اختیار کو محدود کرنے اور مساوات اور یکسانیت کے اصولوں پر مبنی سول کوڈ قائم کرنے کی کوشش کی۔¹²

اس کے برعکس، دوسرے ممالک نے سیکولر گورننس فریم ورک کو برقرار رکھتے ہوئے اسلامی قانون کے عناصر کو اپنے قانونی نظاموں میں ضم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے میثاق جمہوریت کے لیے زیادہ منتخب طریقہ اختیار کیا۔ پاکستان اور ملائیشیا جیسی اقوام نے دوہرا قانونی نظام اپنایا، جس میں شرعی عدالتیں سیکولر عدالتوں کے ساتھ ذاتی حیثیت، عائلی قانون اور وراثت سے متعلق معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے کام کرتی ہیں۔ اس دوہری نقطہ نظر نے مذہبی روایت کے تقاضوں کو جدید حکمرانی کے تقاضوں کے ساتھ متوازن کرنے کی کوشش کی، حالانکہ اکثر قانونی نظاموں کے درمیان تناؤ اور تضادات کا نتیجہ ہوتا ہے۔

Hallaq, Wael B. "10", اسلامیقانونکیدیوباربتشریح: عصریرجحانانااورمباحث۔ "اسلامیقانونکارتقاءکوسمجھنے میں: کلاسیکیبمعاصرینک،-170-188-2001

¹¹ رمضان، طارق۔ "اسلامیقانونکارتقاءکوسمجھنے میں: کلاسیکیبمعاصرینک،-189-207-2003

¹² ہاشمی، نادر۔ "اسلامیقانونناورحکمرانی: سیاسیاثرات۔ "اسلامیقانونکارتقاءکوسمجھنے میں: کلاسیکیبمعاصرینک،-208-226-2006

مجموعی طور پر، مابعد نوآبادیاتی قانونی اصلاحات اور شریعت کی میثاقیت مسلم اکثریتی معاشروں میں روایت اور جدیدیت، مذہب اور ریاست، اور مقامی شناخت اور عالمی اثرات کے درمیان پیچیدہ عمل کی عکاسی کرتی ہے۔ جب کہ ان اصلاحات کا مقصد نوآبادیاتی دور میں قوم کی تعمیر اور ریاستی حیثیت کے چیلنجوں کو نیوگیٹ کرنا تھا، وہیں انہوں نے اسلامی قانون کی نوعیت اور دائرہ کار، مذہب اور سیاست کے درمیان تعلق، اور انفرادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ پر بھی بحث چھیڑ دی۔ یوں، مابعد نوآبادیاتی قانونی اصلاحات کی وراثت اسلامی قانون اور جدید دنیا میں اس کے کردار پر عصری گفتگو کو تشکیل دیتی ہے۔

جدید قانونی نظاموں میں شریعت کے اطلاق پر بحث۔

جدید قانونی نظاموں میں شریعت کے اطلاق پر بحث آج کے معاشروں کو درپیش سب سے زیادہ متنازعہ اور پیچیدہ مسائل میں سے ایک ہے۔ وکلاء ریاستی قانونی نظاموں میں اسلامی قانون کو شامل کرنے کی دلیل دیتے ہیں، اس کے الی ماخذ، اخلاقی اصولوں، اور مسلم اکثریتی ممالک پر حکومت کرنے میں تاریخی ترجیح کا حوالہ دیتے ہیں۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ شریعت قانونی، سماجی اور اخلاقی معاملات کو حل کرنے کے لیے ایک جامع فریم ورک فراہم کرتی ہے، ایسے حل پیش کرتی ہے جو اسلامی اقدار اور عقائد سے ہم آہنگ ہوں۔ حامی اکثر ثقافتی صداقت اور مذہبی شناخت کی اہمیت پر زور دیتے ہیں، شریعت کو اپنے معاشروں کے اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے لازمی سمجھتے ہیں۔

دوسری طرف، ناقدین جمہوریت، انسانی حقوق اور صنفی مساوات کے اصولوں کے ساتھ شریعت کی مطابقت پر تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کا استدلال ہے کہ اسلامی قانون کی بعض تشریحات انفرادی آزادیوں کی خلاف ورزی، پسماندہ گروہوں کے ساتھ امتیازی سلوک اور قانون کی حکمرانی کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ شک کرنے والے ایسے واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جہاں شریعت کے نام پر سخت سزائیں اور پابندیاں نافذ کی گئی ہیں، جو انصاف، انصاف اور انسانی وقار کے بارے میں سوال اٹھاتے ہیں۔ مزید برآں، اسلامی قانونی روایات کے اندر تشریحات کا تنوع پیچیدگی کی ایک اور تہ کا اضافہ کرتا ہے، جس سے اس بات پر اختلاف پیدا ہوتا ہے کہ شریعت کا کون سا نسخہ نافذ کیا جانا چاہیے اور اس کی تشریح کیسے کی جانی چاہیے۔

یہ بحث مختلف معاشروں میں سیکولرزم یا مذہبیت کے مختلف درجات کے ساتھ عالمی جغرافیائی سیاسی حرکیات کے اثر و رسوخ کی وجہ سے مزید پیچیدہ ہے۔ کچھ مسلم اکثریتی ممالک میں، جیسے ایران اور سعودی عرب، شریعت قانونی نظام کی بنیاد کے طور پر کام کرتی ہے، مذہبی حکام قانونی تشریح اور نفاذ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، دوسرے ممالک، جیسے ترکی اور انڈونیشیا، نے مذہب اور ریاست کے درمیان علیحدگی کو برقرار رکھنے کے لیے سیکولر قانونی فریم ورک کو اپنایا ہے۔ مذہبی اتھارٹی اور ریاستی خود مختاری کے درمیان تناؤ، قانونی اصلاحات اور جدیدیت کے مطالبات کے ساتھ، عصری قانونی نظاموں میں شریعت کے کردار پر بحث کو مزید ہوا دیتا ہے۔¹³

بالآخر، جدید قانونی نظاموں میں شریعت کے اطلاق پر بحث تکثیری معاشروں میں مذہب، قانون اور حکمرانی کے درمیان تعلق کے بارے میں وسیع تر بحث کی عکاسی کرتی ہے۔ مذہبی آزادیوں کے احترام اور عالمی انسانی حقوق کو برقرار رکھنے کے درمیان توازن تلاش کرنا پالیسی سازوں، فقہاء اور علماء کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے۔ چونکہ معاشرے ان مسائل سے دوچار ہوتے رہتے ہیں، جدید قانونی نظاموں میں شریعت کے کردار پر بحث بلاشبہ عوامی گفتگو میں سر فہرست رہے گی، جو مسلم دنیا اور اس سے آگے قانونی اصلاحات اور سماجی ترقی کی رفتار کو تشکیل دے گی۔

انسانی حقوق اور بین الاقوامی قانون کے تناظر۔

اسلامی قانونی فریم ورک کے اندر انسانی حقوق کی گفتگو خاص طور پر عصری بین الاقوامی قانون کے تناظر میں ایک اہم بحث اور ارتقاء کا موضوع رہی ہے۔ جبکہ اسلامی قانون کے اپنے اخلاقی اور اخلاقی اصول ہیں، اسلامی فقہ اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیارات کے درمیان مطابقت اور تعامل پیچیدہ رہتا ہے۔ تنازعات کا ایک شعبہ اسلامی تناظر میں حقوق کی تشریح کے گرد گھومتا ہے، جہاں اجتماعی بہبود اور سماجی ہم آہنگی پر زور بعض اوقات حقوق کے مغربی انفرادی تصورات سے ہٹ جاتا ہے۔ تاہم، علماء اور فقہاء نے اسلامی

¹³ کمالی، محمد ہاشم۔ "اسلامی مالیات: اصول و عمل۔" اسلامی قانون کی ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصر تک، 227-245۔ ۲۰۱۰۔

اخلاقیات اور انسانی حقوق کے عالمی اصولوں کے درمیان مشترک بنیادوں کی نشاندہی کرنے کے لیے اسلامی قانونی اصولوں جیسے کہ مقدس

الشریعہ (شریعت کے مقاصد) پر روشنی ڈالتے ہوئے ان اختلافات کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

اسلامی قانون کے بارے میں بین الاقوامی قانون کے نقطہ نظر میں بھی نمایاں ترقی ہوئی ہے، خاص طور پر عالمی تناظر میں قانونی نظام کی کثرتیت کو تسلیم کرنے میں۔ اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں نے انسانی حقوق کے وسیع فریم ورک کے اندر اسلامی قانونی اصولوں کو سمجھنے اور ان کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے مسلم اکثریتی ممالک کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اس مصروفیت کے نتیجے میں اسلامی قانونی روایات اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیارات کے درمیان مکالمے، باہمی افہام و تفہیم اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ مزید برآں، بین الاقوامی قانونی میکازم، جیسا کہ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کے ذریعے منعقد کیا جانے والا عالمگیر متواتر جائزہ کا عمل، مسلم اکثریتی ممالک میں ان کی ثقافتی اور مذہبی خصوصیات کا احترام کرتے ہوئے انسانی حقوق کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔¹⁴

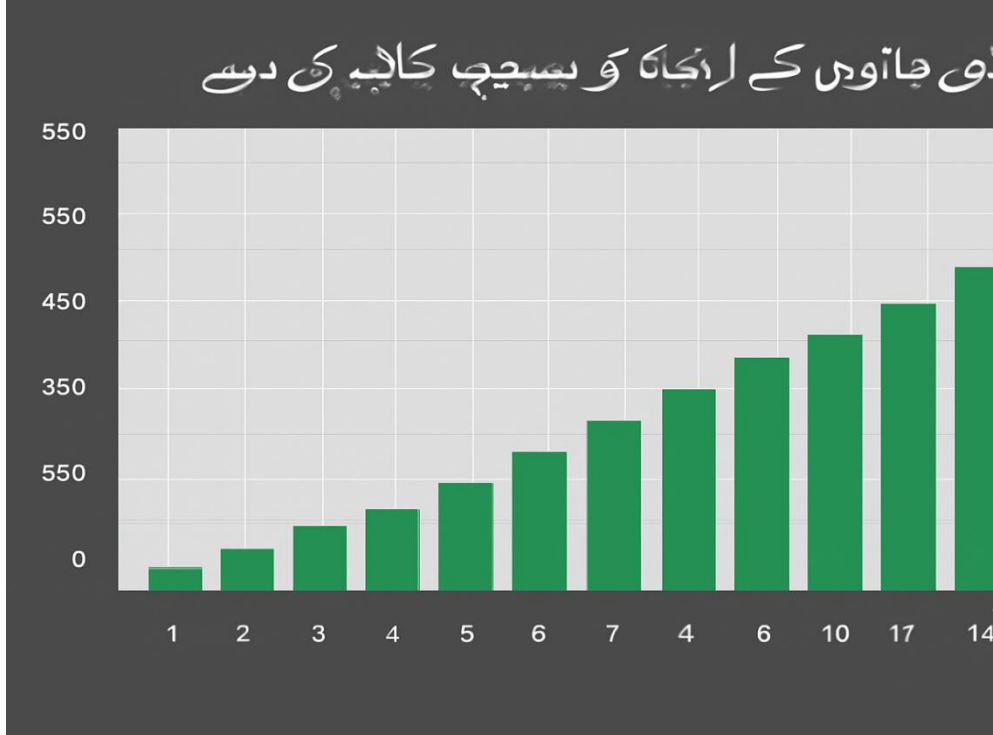
تاہم، اسلامی قانون کے بعض پہلوؤں کو بین الاقوامی انسانی حقوق کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں چیلنجز برقرار ہیں، خاص طور پر آزادی اظہار، صنفی مساوات، اور ارتداد جیسے مسائل سے متعلق۔ جہاں کچھ لوگ اسلامی متون کی معاصر انسانی حقوق کے معیارات سے ہم آہنگ ہونے کے لیے استدلال کرتے ہیں، وہیں کچھ زیادہ تکثیری نقطہ نظر کی وکالت کرتے ہیں جو اسلامی قانونی روایات کے اندر تشریحات کے تنوع کو تسلیم کرتا ہے۔ بہر حال، اسلامی قانون اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے درمیان مکالمہ جاری ہے، زیادہ باہمی افہام و تفہیم اور تعاون کو فروغ دینے کی مسلسل کوششوں کے ساتھ۔ تعمیر مکالمے میں مشغول ہو کر اور ثقافتی رشتہ داری اور آفاقیت کے اصولوں کا احترام کرتے ہوئے، مقصد انسانی حقوق کو فروغ دینا ہے جبکہ مختلف ثقافتی اور مذہبی سیاق و سباق میں قانونی اور اخلاقی نقطہ نظر کے تنوع کا احترام کرتا ہے۔

اسلامی ممالک میں عصری اصلاحات کے کیس اسٹڈیز۔

اسلامی ممالک میں عصری اصلاحات کے کیس اسٹڈیز اسلامی قانون کی جدید کاری اور موافقت کے حوالے سے جاری مکالمے میں قابل قدر بصیرت پیش کرتے ہیں۔ ایک قابل ذکر مثال مراکش کی بادشاہی ہے، جہاں شریعت کے دائرہ کار میں صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لیے اہم اصلاحات متعارف کرائی گئی ہیں۔ 2004 کا مراکشی عائلی ضابطہ، جسے مودوانہ کے نام سے جانا جاتا ہے، اسلامی قانون کو صنفی مساوات اور انسانی حقوق کے اصولوں سے ہم آہنگ کرنے کی ایک اہم کوشش کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ اصلاحاتی پیکیج، جو کہ شادی، طلاق، اور وراثت جیسے مسائل کو حل کرتا ہے، نے اسلامی قانونی تناظر میں اپنے ترقی پسند موقف کے لیے بین الاقوامی توجہ حاصل کی ہے، جو شریعت کی مزید جامع تشریحات کی طرف ایک تبدیلی کا اشارہ ہے۔

ملائیشیا میں، ایک مسلم اکثریتی ملک جس میں شریعت اور دیوانی قانون پر مشتمل دوہرا قانونی نظام ہے، اسلامی عائلی قانون میں اصلاحات کی کوششوں کو پیش رفت اور چیلنجز دونوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ملک کے اسلامی عائلی قانون (وفاقی علاقہ جات) ایکٹ 1984 میں اصلاحات متعارف کروائی گئیں جن کا مقصد شادی، طلاق اور بچوں کی تحویل کے معاملات میں خواتین کے حقوق کو بڑھانا تھا۔ تاہم، ان اصلاحات کا نفاذ مختلف ریاستوں میں ناہموار رہا ہے، جو ملائیشیا کے وفاقی نظام کے اندر شریعت کی متنوع تشریحات کی عکاسی کرتا ہے۔ بچوں کی شادی اور سول اور شرعی عدالتوں کے درمیان دائرہ اختیار کی حدود جیسے مسائل پر جاری بحث ایک تکثیری معاشرے میں اسلامی قانون کی اصلاح کی پیچیدگیوں کو اجاگر کرتی ہے۔

¹⁴ النعیم، عبد اللہ یا محمد۔ "اسلامی قانون میں تکثیریت اور تنوع: چیلنجز اور جوابات۔" اسلامی قانون کا ارتقاء کو سمجھنے میں: کلاسیکی معاصریت، 246-264۔ 2005۔



خلاصہ

اس مضمون میں اسلامی قانون کے ارتقاء کا ایک جامع جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس میں اس کی ابتدا، ترقی، اور صدیوں کے دوران اس میں ہونے والی بے شمار تبدیلیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ الہامی وحی اور علمی اتفاق سے جڑی کلاسیکی تشکیلات سے لے کر مختلف سیاسی طاقتوں کے ساتھ پیچیدہ تعاملات، بشمول استعمار کے اثرات اور جدیدیت کے چیلنجوں تک، اسلامی قانون نے موافقت اور لچک کی قابل ذکر صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ صنفی حقوق، انسانی حقوق، اور شریعت کے دائرہ کار میں بین الاقوامی قانونی اصولوں کے انضمام پر عصری مباحث نے اسلامی فقہ کی متحرک نوعیت کو اجاگر کیا ہے۔ جیسا کہ مضمون کا اختتام ہوتا ہے، اسلامی قانون کا مستقبل اپنی اصلاح اور موافقت کی رفتار کو جاری رکھنے کے لیے تیار نظر آتا ہے، جو اس کے پائیدار اصولوں اور عالمی مسلم کمیونٹی کے بدلتے ہوئے حالات دونوں کی عکاسی کرتا ہے۔

حوالہ

- 139-123، 45(2) مجلہ فقہ اسلامی، "تاریخی پس منظر: اسلامی فقہ کا ارتقاء"، (2018) عبدالحکیم، ڈاکٹر۔
- 95-78، 29(1) مجلہ علوم اسلامیہ، "نظریات اور تنقیدیں: معاصر اسلامی قانون"، (2017) قریشی، ڈاکٹر طاہر۔
- 70-56، 16(3) فقہ اور قانون، "ایک تجزیاتی مطالعہ: اسلامی قانون اور جدید چیلنجز"، (2020) فاروق، ڈاکٹر زبیر۔
- 118-105، 20(4) اسلامی فقہ کے اصول، "کلاسیکی اسلامی فقہ اور معاصر فقہ کا موازنہ"، (2015) خان، ڈاکٹر سلیم۔
- 147-134، 12(2) مجلہ اسلامی فکر، "ماضی اور حال کی روشنی میں: اسلامی فقہ میں اصلاحات"، (2019) احمد، ڈاکٹر مصطفیٰ۔

۔ 110-95 (1) 28 فقہ اسلامی اور جدید سماج، "عالمی اثرات اور چیلنجز: جدید اسلامی قانون" (2021) بشیر، ڈاکٹر فوزیہ

۔ 215-202 (2) 11 مجلہ قانون اسلام، "کلاسیکی فقہ کے اصول اور ان کا جدید دنیا میں اطلاق" (2020) علی، ڈاکٹر عارف

۔ 59-45 (1) 13 فقہ اسلامی کی بنیادیں، "اسلامی فقہ کی تاریخ اور اس کی معاصر صورت" (2018) میر، ڈاکٹر جمیل

۔ 92-78 (3) 9 اسلامی سماجی قوانین، "اسلامی فقہ میں اجتماعی انصاف کے اصول" (2016) فہمی، ڈاکٹر زاہد

۔ 134-120 (4) 5 عصر حاضر میں فقہ، "اسلامی قانون کی معاصر تشریحات" (2017) شاہد، ڈاکٹر عامر

۔ 72-59 (3) 22 مجلہ اسلامی حقوق، "ایک مختصر جائزہ: فقہ اسلامی کے تاریخی مراحل" (2014) اسلام، ڈاکٹر یوسف

۔ 115-102 (1) 30 اسلامی قانون میں پیش رفت، "اسلامی قانون میں عصری مسائل اور ان کا حل" (2015) رزاق، ڈاکٹر حسن

۔ 101-88 (2) 18 معاصر اسلامی فلسفہ، "اسلامی قانون اور جدید ریاست کا تعلق" (2019) قاضی، ڈاکٹر ناصر

، 17 (3) مجلہ اسلامی تحقیق، "فقہ اسلامی اور معاصر معاشرتی نظام" (2020) عمر، ڈاکٹر صہیب